RS. 3/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
جلد ۱۲ شمارہ ۴۵ ۱۰ تا ۱۶ نومبر ۲۰۰۰ء ۱۳ تا ۱۹ شعبان ۱۴۲۱ھ

اسرائیلی درندوں کے ہاتھوں بے قصور فلسطینیوں کا قتل عام

ہندوستان خاموش کیوں؟

باجپئی حکومت کو یہ بات بہت اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ اس کی اسرائیل نواز پالیسی سے پوری دنیا میں ہندوستان کا وقار بری طرح مجروح ہورہا ہے۔

محمد سالم جامعی

یوروپ کی اسلام دشمن طاقتوں نے اسلامی قوت و شوکت کو فنا کرنے اور ہلال و صلیب کی جنگوں میں صلیب کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے ۱۹۴۸ء میں جب قلب عرب میں صیہونیت کا خنجر گھونپا تھا اور اسرائیل کے ناپاک وجود کو جنم دیا تھا تو ہندوستان عرب دنیا کے باہر سب سے پہلا ملک تھا جس نے اس یوروپی سازش کی دو ٹوک مخالفت کی تھی بلکہ آزادی کے بعد کے چالیس برسوں تک اس سے کوئی سفارتی تعلق بھی قائم نہیں کیا تھا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جب اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو بنفس نفیس اس اجلاس میں شریک ہوئے اور اسرائیل کے قیام کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے اسے ایک ایسے ظلم سے تعبیر کیا تھا جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہے۔ یوروپ و امریکہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہندوستان جیسا بڑا ملک اسرائیل کے ساتھ سفارتی، تجارتی اور معاشی تعلقات قائم کرلے مگر ہندوستان کی اس وقت کی حکومت نے ایسا کرنے سے صاف انکار کردیا تھا۔ یہی وہ ملک تھا جس نے ہندوستان اور عربوں کے درمیان خصوصی تعلقات کو جنم دیا جس کا کسی نہ کسی صورت میں آج بھی وجود باقی ہے۔ اس کے بعد جب جب یوروپی مدد کے بل پر اسرائیلی درندوں نے کبھی بال و پر نکالے تو عالمی اداروں میں ہندوستان نے ہمیشہ عربوں کا ساتھ دیا۔ ۱۹۵۶ء میں کرنل ناصر نے نہر سوئز کو بند کردیا تو برطانیہ و فرانس نے اپنے مفادات کو بچانے کے لیے مصر پر حملہ کردیا۔ اس وقت یہ ہندوستان اور اس کے وزیر اعظم پنڈت نہرو ہی تھے جنھوں نے پہلے اقوام متحدہ کے ذریعہ جنگ بندی کرائی اور اس کے بعد متحارب ملکوں کے درمیان ایک باعزت سمجھوتہ کرانے میں کامیابی حاصل کی۔ ناوابستہ تحریک میں نہرو کی مدد اگر کرنل ناصر نہ کرتے تو شاید اس تحریک کو اتنا وسیع کرنے میں ہندوستان کامیاب نہ ہوپاتا۔ یہ کرنل ناصر ہی تھے جنھوں نے درجنوں اسلامی و افریقی ملکوں کو اس تحریک سے وابستہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ پھر ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ ہو یا ۱۹۷۳ء کی مصر اسرائیل جنگ، مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی کا معاملہ ہو یا بیت المقدس کی بازیابی کا مسئلہ، فلسطینی ریاست کے قیام کی جدوجہد ہو یا فلسطینی بے قصور عوام پر اسرائیلی درندوں کے حملے، ہر موقع پر ہندوستان نے عربوں اور فلسطینیوں کی امداد اور حمایت کا ہی فریضہ انجام دیا ہے۔

ہندوستان میں شروع سے ہی کچھ ایسی طاقتیں سرگرم رہی ہیں جو صیہونیت کی دلالی کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتی رہی ہیں اور چونکہ صیہونیت اسلام دشمنی کی علامت سمجھی جاتی ہے اس لیے ہندوستان کی تمام فرقہ پرست طاقتیں ہندوستان کی سیکولر حکومتوں اور عوام کے علی الرغم اسرائیل کی نہ صرف حمایت کرتی رہی ہیں بلکہ موقع بموقع وہ اسرائیل کے حق میں خود اپنی حکومت کی پالیسی کے خلاف مظاہرہ بھی کرتی رہی ہیں اور پھر جب ۱۹۷۷ء میں ان طاقتوں کو اقتدار میں کچھ حصہ داری مل گئی تو ان کی بلی تھیلے سے باہر آگئی اور ہندوستان کی تاریخ میں مسٹر اٹل بہاری باجپئی جو آج وزارت عظمیٰ کی کرسی پر براجمان ہیں اور اس وقت مرارجی حکومت میں وزیر خارجہ تھے سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے خفیہ طریقہ پر اسرائیل کا دورہ کیا تھا۔ ۱۹۸۰ء میں جب یہ حکومت ختم ہوگئی تو فرقہ پرستوں کی یہ بلی پھر تھیلے کے اندر چلی گئی۔ اس کے بعد حکومت ہند جس کی قیادت مسز اندرا گاندھی اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے راجیو گاندھی نے کی ایک بار پھر اسی پٹری پر واپس آگئی، اسے جس پر پنڈت نہرو اور مولانا آزاد کی دور اندیش قیادت نے ڈالا تھا۔ بدقسمتی سے ۱۹۹۱ء میں کچھ حالات نے پلٹا کھایا اور کچھ نرسمہا راؤ کی منحوس قیادت نے ہندوستان پر قبضہ جمالیا۔ نرسمہا راؤ ہی کا یہ منحوس دور حکومت تھا جس میں ہند عرب کی چالیس سالہ تاریخ کو نظر انداز کرتے ہوئے امریکی اشارہ پر ہندوستان نے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے اور آج جبکہ ملک میں دوبارہ بی جے پی برسر اقتدار ہے جس کے نظریات بعینہ وہی ہیں جو صیہونیت کے ہیں ہند اسرائیل تعلقات ایک ایسی دوستی میں بدل چکے ہیں جو ہر ہندوستانی شہری کیلئے باعث شرم ہے۔

دراصل مشرق وسطیٰ میں اسرائیل واحد ملک ہے جو نظریاتی طور پر بی جے پی کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہے۔ آر ایس ایس اور اس کی سیاسی تنظیم بی جے پی بھی وہی چاہتی ہے جو صیہونیت کا نقطہ نظر ہے۔ دونوں کا مقصد ہے کہ اپنے اپنے ملکوں سے مسلمانوں کو نیست و نابود کردیا جائے۔ دونوں کی خارجہ پالیسی کے خطوط بھی ایک ہیں اور انھیں مضبوط و مستحکم بنانے کے لیے دونوں ملکوں کے وزراء کی ایک دوسرے کے یہاں آمد و رفت کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ایک دور وہ تھا جب ہندوستان ظلم کے خلاف ایک موثر آواز سمجھا جاتا تھا اور ایک دور آج ہے کہ ہندوستان پر ایک ایسی حکومت مسلط ہے جو اسرائیل نوازی کرکے ہندوستان کی ان روایات کو پامال کررہی ہے۔

ایک دور وہ تھا جب ہندوستان ظلم کے خلاف ایک موثر آواز سمجھا جاتا تھا اور ایک دور آج ہے کہ ہندوستان پر ایک ایسی حکومت مسلط ہے جو اسرائیل نوازی کرکے ہندوستان کی ان روایات کو پامال کررہی ہے

حیرت کی بات یہ ہے کہ حالانکہ

(باقی ص ۱۱ پر)

ہالینڈ

جہاں اسلام اور مسلمان داخلی و خارجی مشکلات سے دوچار ہیں

[illegible]

خارجی مواقع و مشکلات

[illegible]

پرویز مشرف کی شریف کو سزائے موت دینے کی اپیل

سندھ ہائی کورٹ نے خارج کردی

[illegible]

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ایک لاکھ بھگوا اسکولوں کا قیام

آر ایس ایس کی ایک جنگجو اور شدت پسند تنظیم وشو ہندو پریشد نے اعلان کیا ہے کہ وہ آئندہ چند برسوں میں ہندوستان میں اپنے ایک لاکھ اسکول کھولے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ اشارہ بھی دے دیا ہے کہ ان اسکولوں میں بچوں کو کیا پڑھایا جائے گا اور ان اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے معصوم ذہنوں کو کس طرح بھگوا رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جائے گی۔

آر ایس ایس اور اس کے پریوار کی اس سازش سے ہندوستان کا ہر شخص واقف ہے جو وہ ملک کے سیکولر نظام تعلیم کو بھگوا کلر میں رنگ دینے کے لیے کر رہی ہے۔ اس وقت مرکز میں آر ایس ایس کے سیاسی بازو بی جے پی کی قیادت میں نام نہاد این ڈی اے کی حکومت ہے۔ وزارت انسانی وسائل و معاملات تعلیمی نظام جس کے تحت آتا ہے بی جے پی کے ایک ایسے دانشور وزیر باتدبیر کے ہاتھوں میں ہے جو گرو گول والکر کی آئیڈیالوجی کے مطابق ملک کے نظام تعلیم کو ڈھالنے کی ہمیشہ ہی وکالت کرتا رہا ہے اور جس کا آئیڈیل بقول خود مسٹر گول والکر ہی ہیں۔

مسٹر مرلی منوہر جوشی جو گذشتہ ڈھائی برسوں سے انسانی وسائل کے وزیر کی حیثیت سے ملک کے تعلیمی نظام کے بھی ذمہ دار ہیں، برابر اس بات کے لیے کوشاں ہیں کہ نصاب کی کتابوں کو اس طرح مدوّن و مرتب کیا جائے کہ بچے کا ذہن ہندو دیو مالائی تصور خود بخود قبول کرتا چلا جائے۔ ابھی تک ان کے اس تصور کو عملی جامہ پہنانے میں این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کی ہیئت ترکیبی حائل تھی اس لیے کہ ابھی تک نصاب کی کتابوں کی ترتیب و تدوین جن کے دائرۂ اختیار میں تھی وہ بھی تقریباً وہ لوگ تھے جن پر سیکولر ہونے کا ٹھپہ لگا ہوا تھا یا کم سے کم انھیں معتدل ذہنیت کا حامل کہا جا سکتا تھا۔ ۲۰۰۰ء میں جیسے ہی ان کی مدت نامزدگی اپنے اختتام کو پہنچی تو مسٹر مرلی منوہر جوشی کو یہ موقع ہاتھ آ گیا کہ وہ اپنے اختیارات خصوصی کا استعمال کرتے ہوئے آئندہ کے لیے ان کی راہ روک دیں اور گرو گول والکر کی آئیڈیالوجی کے مطابق کام کرنے کا وعدہ کرنے والے لوگوں کو تعلیم کا نصاب تیار کرنے والے اس بنیادی ادارے میں نامزد کرا دیں۔ چنانچہ مسٹر جوشی نے کسی کوتاہی سے کام لیے بغیر فوراً ہی سنگھ کے نظریات کے حامل دانشوروں کو اس ادارہ کی باگ سونپ دی اور اب غالباً سنگھ کے یہ نمک خوار نام نہاد دانشور بلا کسی روک ٹوک کے ایک ایسا نصاب تعلیم مرتب کرنے میں معروف عمل ہیں جو گرو جی کے نظریات کا نہ صرف عکاس ہوگا بلکہ عملی طور پر وہ ان تمام ضرورتوں کو بھی پورا کر سکے گا جو ہندو راشٹر کے قیام میں مددگار ثابت ہو سکیں گی۔

نصابی کتابوں میں سنگھ کے نظریات کی گھس پیٹھ کا عمل آزادی کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا لیکن اس وقت کی حکومتوں کو جب اس دراندازی پر مطلع کیا جاتا تھا تو خواہ اپنے سیکولر ہونے کی لاج رکھنے کی خاطر ہی سہی وہ ان کمزوریوں کو دور کر دیا کرتی تھیں مگر آج کا معاملہ بالکل ہی مختلف ہے۔ آج کھلے عام اور ڈنکے کی چوٹ پر نصاب تعلیم کے بھگواکرن کا نعرہ دیا جا رہا ہے جس کا صاف مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے خلاف نہ کوئی چارہ جوئی برداشت کی جائے گی اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی شکایت قابل اعتنا سمجھی جائے گی۔

وشو ہندو پریشد کے ایک لاکھ اسکولوں کے قیام کے اعلان پر ہمیں نہ کوئی حیرت ہے اور نہ ہی کوئی افسوس ہے۔ اس نے یہ اعلان کر کے اقلیتوں کو یہ سوچنے کا موقع فراہم کر دیا ہے کہ ان شرانگیزیوں سے وہ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو کیسے بچائیں۔ ایک طرف سرکاری سطح پر نصاب تعلیم کا بھگواکرن کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف سنگھ کے زیر اثر تنظیمیں اس بھگوا نصاب تعلیم کی اشاعت و ترویج کیلئے اسکول کھول رہی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اقلیتیں بالخصوص مسلمان جنھیں اپنی ثقافت کے ساتھ ساتھ اپنا مذہب بھی عزیز ہے کیا کریں؟ کیا وہ بھی اپنے آپ کو اور اپنی آنے والی نسلوں کو اس بھگوا نصاب تعلیم کے ہی حوالے کر دیں؟

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند … حکومت جو خالص آر ایس ایس کی مرہون منت ہے … سازش سے … کی اس لیے اب تنظیموں خاص طور پر مسلمانوں کے لیے یہ بات لازمی ہو گئی ہے کہ وہ خود اپنے تعلیمی ادارے قائم کریں جہاں عصری علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی ماحول بھی پوری طرح موجود ہو۔ وشو ہندو پریشد ایک لاکھ جگہ پر بھگوا اسکول کھولے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی کروڑ میں اور ایسے ادارے قائم کریں جہاں … نصاب تعلیم کا انتظام کیا جا سکے۔

جمعیۃ علماء ہند کے اکابر نے اپنی فراست ایمانی سے یہ بات بہت پہلے محسوس کر لی تھی اسی لئے … کرتے ہوئے اس نے ایک نصاب تعلیم مرتب کیا تھا جو اس وقت کے حالات کے لحاظ سے پرائمری کلاسوں تک مرتب کیا گیا تھا، جس میں اسی وقت کے عصری علوم اور سرکاری پرائمری نصاب کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم بھی شامل کر دیے گئے تھے۔ جمعیۃ علماء ہند کی کوششوں سے پورے ملک میں اسی نصاب کے مطابق … مکاتب و مدارس کا … آج بھی جاری ہیں اور دینی کلاسوں میں … پرائمری درجات تک وہ مسلم بچوں کے ذہن … دے رہے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج کے بدلے ہوئے حالات میں نہ صرف اس نصاب تعلیم کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے بلکہ اس نصاب کے مطابق تعلیم کے مراکز کی بھی شدید ضرورت ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کی جدوجہد اس سلسلے میں بھی جاری ہے اور گذشتہ دنوں میں تعلیم کے عنوان پر ایک کانفرنس منعقد کر کے اس نے اسلامی ماحول میں عصری تعلیم کے ایک وسیع منصوبہ پر بھی مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اس منصوبے کو آگے بڑھانے کے لیے میدان میں آئیں اور اپنی عصری تعلیم کے ایسے ادارے قائم کریں جہاں اسلامی ماحول ہو، دینی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہو تاکہ فرقہ پرست عناصر فرقہ پرست اقتدار کی سرپرستی میں ہمارے دین و ایمان پر شب خون مارنے کی جو سازش کر رہے ہیں اس کا ہم بھرپور مقابلہ کر سکیں۔ ▫▫

جواھر القرآن

سورہ توبہ : ۹
ترجمہ آیات : ۸۳-۸۶

حضرت شیخ الہند

○ سو اگر پھر لے جاوے تجھ کو اللہ کسی فرقہ کی طرف ان میں سے اور پھر اجازت چاہیں تجھ سے نکلنے کی تو تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑو گے میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے، تم کو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی بار سو بیٹھے رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ (۱)

○ اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر (۲) وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان (۳)

○ اور تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ عذاب میں رکھے ان کو ان چیزوں کے باعث دنیا میں اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں (۴)

○ اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور لڑائی کرو اس کے رسول کے ساتھ ہو کر تو تجھ سے رخصت مانگتے ہیں مقدور والے ان کے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے کہ رہ جائیں ساتھ بیٹھنے والوں کے (۵)

فوائد ——— علامہ شبیر احمد عثمانی

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

میں سب سے پہلے کسانوں اور غریبوں کے مسائل حل کروں گا

اتر پردیش کے نئے وزیر اعلیٰ مسٹر راج ناتھ سنگھ کا انٹرویو

[illegible]

کے ساتھ انصاف کرے گی۔

[illegible]

ممبران پارلیمنٹ رشوت کیس

مجھے میرے ضمیر نے سب کچھ بتانے پر مجبور کر دیا تھا

رشوت کیس کے سلطانی گواہ شیلندر مہتو کی کہانی خود ان کی زبانی

[illegible]

(باقی صفحہ [illegible] پر)

راؤ کو سزا دینا مبنی بر انصاف نہیں ہے

سابق وزیر قانون مسٹر سبرامنیم سوامی کا انٹرویو

[illegible]

(باقی صفحہ [illegible])

صفحۂ روزگار:

دسویں، بارہویں اور بی اے کرنے کے بعد

دیجیے کلرک گریڈ کے مختلف امتحانات

ترقی کا دور مقابلہ کا ہے۔ جو بچے ۱۰ ویں پاس یا امیدوار ہیں، مستقبل کو اچھا بنانا چاہتے ہیں ان کو ہر جگہ مقابلہ پایا جاتا ہے اور وہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو محنت اور لگن کے ساتھ خود کو مقابلہ کے لیے تیار کرے۔

جو طلبہ دسویں یا بارہویں یا بی اے پاس کرنے کے فوراً نوکری حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو اسٹاف سلیکشن کمیشن کی جانب سے منعقد مختلف امتحانات کی تیاری میں جٹ جانا چاہیے۔ اسٹاف سلیکشن کمیشن کی جانب سے سرکاری دفاتر میں کلرکوں، اسسٹنٹ انکم ٹیکس، پولیس سب انسپکٹر وغیرہ کے عہدوں کے لیے بھرتی کی جاتی ہے۔ ان عہدوں پر بھرتی کے لیے مختلف امتحانات منعقد کیے جاتے ہیں۔

(۱) اسسٹنٹ گریڈ امتحان: اس امتحان کے ذریعے انڈین فارن سروس، ریلوے بورڈ، سکریٹریٹ سروس، دیگر سرکاری محکموں وغیرہ میں معاونوں کی بھرتی کی جاتی ہے۔ اس امتحان میں بیٹھنے کے لیے امیدواروں کا گریجویٹ ہونا چاہیے۔ اس کی عمر کی حد ۲۰ سال سے ۲۵ سال تک ہے۔ ایک امیدوار اس میں زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ کوشش کر سکتا ہے۔ پہلے ابتدائی ٹیسٹ اور دوسرا خاص امتحان۔ ابتدائی ٹیسٹ آبجیکٹیو ہوتا ہے جس میں صرف ایک سوالنامہ ہوتا ہے۔ اس میں ذہانت کی قابلیت، عام معلومات، ریاضی، ہندی اور انگریزی سے متعلق سوالات ہوتے ہیں۔ یہ پرچہ تین سو نمبروں کا ہوتا ہے۔ جو امیدوار اس ٹیسٹ میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کو اہم امتحان میں بیٹھنے کی اجازت مل جاتی ہے جو تفصیلی اور تحریری ہوتی ہے۔ اس میں دو سوال نامے ہوتے ہیں۔ پہلا سوالنامہ زبان سے متعلق ہوتا ہے جس میں عام انگریزی اور تحریری قابلیت پر مبنی سوالات ہوتے ہیں۔ یہ پرچہ ۲۰۰ نمبروں کا ہوتا ہے۔ دوسرا سوالنامہ ریاضی کا ہوتا ہے جو ۲۰۰ نمبروں کا ہوتا ہے۔

اس امتحان میں انتخاب میرٹ کی بنیاد پر ہوتا ہے اور جو چن لیے جاتے ہیں ان کو پانچ ہزار پانچ سو روپے سے آٹھ ہزار روپے والے گریڈ میں رکھ لیا جاتا ہے۔

اسسٹنٹوں کا کام سرکاری دفتر میں انتظامات سے متعلق فائلوں کو دیکھنا ہے جس میں فائلوں کا ریکارڈ رکھنا، خط و کتابت، ڈرافٹنگ، بجٹ، معاملات میں تعاون دینا وغیرہ ذمہ داریاں شامل ہیں۔ جو لوگ فائلوں کا کام کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کو اس امتحان میں بیٹھنا چاہیے۔

(۲) انسپکٹر امتحان گریڈ بی: اس امتحان میں بیٹھنے کے لیے امیدوار کو دسویں پاس ہونا چاہیے۔ اس میں بیٹھنے کی عمر ۱۸ سے ۲۵ سال ہے۔ اس میں ۱۰۰ سوالات ہوتے ہیں۔ ایک آبجیکٹیو ۲۰۰ نمبروں کا ہوتا ہے۔ اس میں جنرل انگلش اور معلومات عامہ سے متعلق سوالات ہوتے ہیں۔ ۲۰۰ کا سوالنامہ سو نمبروں کا ہوتا ہے جو تحریری امتحان میں ہوتا ہے۔

جو امیدوار تحریری امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں ان کو اسٹینو گرافی کا امتحان دینا ہوتا ہے۔ انگریزی میں اسٹینو گرافی کے امتحان میں ۱۰۰ الفاظ فی منٹ ہوتے ہیں۔ ایک ۱۰ منٹ تک لکھنا ہوتا ہے اور اسے ساٹھ منٹ میں ٹائپ کرنا ہوتا ہے۔ امیدواروں کو اسے ہاتھ سے پینتالیس اور پچاس منٹ میں ٹائپ کرنا ہوتا ہے۔ پاس ہونے والے امیدواروں کو ساڑھے پانچ ہزار سے نو ہزار روپے والے گریڈ میں بھرتی کر لیا جاتا ہے۔ اسٹینو گرافر دفتر میں افسران کے ساتھ کام کرنے کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ متعلقہ افسر جو کچھ بھی ڈکٹیشن دے اس کو لکھ کر ٹائپ کرنا ہوتا ہے۔ اس کام کے لیے کمپیوٹر، ذہانت اور عام معلومات کی جانکاری ہونا ضروری ہے۔

(۳) اسٹینو گرافی امتحان گریڈ سی: اس امتحان میں مضمون سے متعلق سوالنامہ نہیں ہوتا۔ مندرجہ بالا شرائط کی طرح ہی اسٹینو گرافی کا ڈکٹیشن اسی الفاظ فی منٹ کے لیے ہوتا ہے جس میں پینسٹھ منٹ میں انگریزی کا پچاس منٹ میں ہندی کے لیے ٹائپ کرنا ہوتا ہے۔

اس عہدے پر کمپیوٹر اسکیل ساڑھے چار ہزار سے سات ہزار روپے ہے۔

کلرک گریڈ امتحان: اس امتحان کے ذریعہ حکومت ہند کے دفاتر میں کلرکوں کی بھرتی کی جاتی ہے۔ اس کے لیے دسویں پاس ہونا ضروری ہے۔ اس میں عمر کی حد ۱۸ سے ۲۵ سال ہے۔ اس امتحان میں ایک آبجیکٹیو ٹائپ کا ۲۰۰ نمبر کا سوالنامہ ہوتا ہے جس کے چار حصے ہوتے ہیں۔ یہ چار حصے ہیں: جنرل نالج (عام جانکاری)، انگریزی، ہندی، ریاضی سے متعلق قابلیت اور جانکاری۔

جو امیدوار اس تحریری امتحان کو پاس کر لیتے ہیں ان کو ٹائپ کے امتحان میں شامل ہونا ہوتا ہے۔ ٹائپ کا امتحان انگریزی یا ہندی زبان میں دیا جا سکتا ہے۔ ٹائپ کا امتحان دس منٹ کا ہوتا ہے۔ انگریزی میں امتحان کے لیے تیس الفاظ فی منٹ اور ہندی کے امتحان میں ٹائپ کی رفتار پچیس الفاظ ٹائپ ہو۔

لازمی ہے۔ جو لوگ زیادہ لوگوں سے ملنا جلنا نہیں چاہتے اور بس نہیں چاہتے ان کو بھی کلرک گریڈ امتحان میں بیٹھنا چاہیے۔ اس امتحان کو پاس کرنے کے بعد سرکاری دفاتر میں کلرک کے عہدے پر تقرری ہوتی ہے۔ اس میں ابتدائی گریڈ اور ان کو بھی ٹائپ گریڈ، فائلوں کا ریکارڈ رکھنا، خط و کتابت اور دیگر آفس کا کام کرنا ہوتا ہے۔ آج کل دفاتر میں ٹائپ کا کام کمپیوٹر کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اگر امیدوار اس کمپیوٹر پر کام کرنے کا تجربہ رکھتا ہو تو وہ بھی طرح کام کریں گے۔

ان سبھی امتحانات میں درج فہرست ذاتوں، قبائل اور پسماندہ طبقات کے امیدواروں کے لیے عمر کی حد، امتحان کی فیس وغیرہ میں رعایت دی جاتی ہے۔ ان امتحانات کی تیاری کیسے آبجیکٹیو سوالات حل کرنے کی کوشش کریں اور وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھیں۔ ٹائپ شدہ ہنڈی کی رفتار قائم رہے اس کے لیے مشق جاری رکھیں۔ عام جانکاری کے لیے نصابی کتابوں کے علاوہ اخبارات و رسائل بھی پابندی سے پڑھیں۔

درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے امیدواروں کے لیے ان امتحانات کی تیاری کے لیے وزارت محنت کی جانب سے ایک خاص تربیت دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ٹائپ اور اسٹینو گرافی کے امتحانات کی تیاری کرائی جاتی ہے اور امیدواروں کو کتابوں کے ساتھ ساتھ وظیفہ دینے کا بھی انتظام ہے۔ یہ ٹریننگ مفت ہوتی ہے۔

یہ ٹریننگ روزگار اور وزارت محنت کے تحت قائم ٹریننگ اور رہنمائی کے مراکز کے ذریعے دی جاتی ہے۔ جو طالب علم جلد روزگار حاصل کرنا چاہتے ہیں، خاص طور سے سرکاری دفاتر میں ان کو ان مقابلہ کے امتحانات میں شامل ہونے کی تیاری ضرور کرنی چاہیے۔ ان امتحانات کے اشتہار کے لیے روزگار سماچار اور دیگر اخبارات دیکھتے رہنے کی ضرورت ہے۔□□

اورنگ زیب عالم گیر

فرقہ پرست مورخوں کی بددیانتی کا شکار

معروف مورخہ پرمیلا شرما کا ایک چونکا دینے والا مضمون

گزشتہ ڈھائی سو برسوں میں بعض طاقتوں نے ہندوستان کی تاریخ کو جبر اکبر کرنے کا کام بڑے منصوبہ بند طریقے سے اور بڑی قوت و تیزی سے کیا ہے۔ انھوں نے ہر مجلس چاہیں کو بڑی چابکدستی سے سیاسی اور فرقہ وارانہ تعصب کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھایا ہے۔ اس مشق کا جو اور زیر اکو جو تاریخ نویسی کا سب سے بڑا شکار اورنگ زیب عالم گیر کی شخصیت ہوئی جس پر بد دیانت مورخ نے اپنی طرف اور جو ملے کے مطابق جھوٹ گھڑیں اور افسانہ طرازی کی۔ تاہم اس صدی کی آخری دہائیوں میں حقائق پر پڑے پردوں کو اٹھانے والے بہت سے ہاتھ آگے آچکے ہیں۔ پروفیسر بی این پانڈے، پروفیسر عرفان حبیب، ڈاکٹر ستیش چندر اور پروفیسر ہرمیا گوپال پرساد وغیرہ نے عالم گیر کے بارے میں کی گئی بہت سی الزام تراشیوں کا مدلل جواب دیا ہے۔ اس حلقے سے متعلق دستے والی پرمیلا شرما کا ایک مضمون ہندی روزنامہ "نو بھارت ٹائمز" کے ۱۹۹۳ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ حقائق پر پڑے پردہ کو اٹھانے کی غرض سے اس کا ترجمہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

الہ آباد گرجا پانڈے کے جانشین کے سامنے داخل خارج کا ایک مقدمہ پیش کے طور پر پیش ہوا۔ یہ مقدمہ سومیشور ناتھ مندر سے متعلق ایک جائداد کے جھگڑے کا معاملہ تھا۔ مہنت کی موت کے بعد دو فریقوں نے اس پر اپنی ملکیت ثابت کرنا چاہا تھا۔ ایک کے پاس کچھ کاغذات تھے جو اس کے خاندان میں بڑی مدتوں سے محفوظ تھے۔ ان دستاویزوں میں ایک اورنگ زیب کا فرمان تھا جس میں اس نے جاگیر اور نقد رقم مندر کو بطور عطیہ دی تھی۔ بہت شکل کے طور پر مشہور اورنگ زیب کیا کسی مندر کو جاگیر دے سکتا ہے؟ مندر کی بھلائی کے لیے جاگیر دی جا رہی ہے۔ یہ بات واضح الفاظ میں لکھا ہوا تھی۔ مورتی پوجا کا سخت مخالف اورنگ زیب مورتی کی پوجا اور بھوگ کے لیے کیا اس طرح کی دستاویز جاری کر سکتا ہے؟

پریشان ہو کر گرجا پانڈے کے اس مقدمے کے جج نے بہت غور کیا اور دیکھا کہ وہ فرمان اصلی ہے۔ پھر بھی کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے انھوں نے عربی اور فارسی کے مشہور عالم ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو سے مشورہ لینا مناسب سمجھا۔ ڈاکٹر سپرو نے ان کی جانچ کرنے کے بعد بتایا "فرمان اصلی ہے۔" تبھی انھوں نے اپنے منشی کو بلا کر بنارس کے جنگم باڑی شیو مندر کی فائل منگائی جس کا فیصلہ گزشتہ ۱۵ سال سے الٰہ آباد ہائی کورٹ میں التوا ہو رہا تھا۔ اس جنگم باڑی شیو مندر کے مہنت کے پاس بھی ایسے ہی کئی فرمان تھے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اس مندر کے لیے اورنگ زیب نے جاگیر دی تھی۔ وہاں سے بھی حیران ہو کر انھوں نے تحقیق و جستجو کی فطرت سے ان کے اندر مزید معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا کر دیا اور اس مقصد کے تحت انھوں نے بھارت کے مشہور مندروں کے پاس اس سلسلے میں خطوط بھیج دیے کہ اگر ان کے پاس بھی اورنگ زیب کی کوئی سرکاری دستاویز ہو تو اس کی نقل بھیج دیں۔ حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ امین کے ساتھ اجین کے مہاکالیشور مندر، چترکوٹ کے بالاجی مندر، گوہاٹی کے امانند مندر اور شمالی بھارت کے بہت سے گوردواروں اور مندروں سے اورنگ زیب کی مذہبی رواداری کو ثابت کرنے والے ایسے فرمان ملے۔ پانڈے جی نے ان حقائق اور شواہد کو حاصل کرنے کے بعد چند سینئر مورخ کے ساتھ مل کر ڈاکٹر تارا چند، ڈاکٹر آر سی مجمدار وغیرہ سے رابطہ قائم کیا جو اورنگ زیب پر تحقیق کر رہے تھے۔ اورنگ زیب کی بت شکنی کے تذکرے تو بہت ہوتے ہیں، مگر پچھلی دہائیوں میں سوسائٹی جرنل ۱۹۸۵ء میں شائع شدہ مشہور بنارس فرمان کا تذکرہ کم ہی ہوتا ہے۔ بنارس کے محلہ گوری کے رہنے والے ایک برہمن خاندان کو اورنگ زیب کی طرف سے دیا گیا تھا جب سے پہلی بار ۱۹۰۵ء میں اس کی اصلیت کی عدالت میں اسے منگل پانڈے نے پیش کیا تھا۔ یہ فرمان اورنگ زیب نے ۱۰ مارچ ۱۶۵۹ء کو بنارس کے مقامی افسروں کے نام جاری کیا تھا۔ (دستخط شہنشاہ اورنگ زیب)

اس فرمان میں اورنگ زیب نے اپنا حکم واضح لفظوں میں دیا تھا کہ پرانے مندروں کو نہ توڑنے اور نئے مندر نہ بنانے والے کی پالیسی کے تحت ان لوگوں کو جو پانے ان مندروں اور ان کے آس پاس کے ان برہمنوں کو پریشان کر رہے ہیں جو پرانے مندروں کے ملازمت حقوق رکھتے ہیں۔ اس ایک دوسرے فرمان بہادر ۱۶۸۷ء میں بنارس کے محلہ رام گھاٹ کے مندر کی طرف سے دیے گئے محلہ درام کے برہمن کے بارے میں جاری کیا گیا۔ گنگا کے کنارے تعمیر شدہ اس بھون میں رہنے والے بھگوت گوسائیں کو کوئی بھی تنگ نہ کرے۔ یہ شاہی حکم ہے جسے انتہائی لازمی اور اہم تصور کیا جائے۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

تیسرا

غیر بی جے پی اور غیر کانگریس پر مشتمل

جمنا کا بھگواکرن

معروف انگریزی کالم نویس

اتراکھنڈ کے معاملہ میں

عالم اسلام

بنگلہ دیش میں سیلاب کی تباہ کاریاں

ایران میں ہندوستان کے نئے سفیر

سعودی عرب میں براہ راست سرمایہ کاری کی اجازت

کیا کمیونسٹ پارٹیوں کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے گا؟

[illegible]

عالمی خبریں

ٹریفک جام میں پھنس جائیں تو پر لگا کر اڑ جائیں

سین فرانسسکو: آسمان میں پرندوں کی پرواز دیکھ کر پرواز بھرنے کی انسان کی خواہش پوری ہونے کا امکان نظر آتا ہے۔ [illegible]

جب نہانے والے کو احمق کہا جاتا تھا

[illegible]

رو بوٹ کرے گا دل کا علاج

[illegible]

ڈاکہ کے کپڑوں کی نیلامی

[illegible]

جیل سے اٹھارہ قیدی فرار

[illegible]

ہندوتوا کا نیا منصوبہ

... پرفل بدوائی کا تجزیاتی مضمون

[illegible]

... کا دوہرا رول

[illegible]

شب برأت
احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

شب برأت کی خاص دعا

اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک جل وجھک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک

شب برأت کی برکتوں سے محروم

سراپائے اقدس

ناز حرم

ڈاکٹر محبوب محشر

نعت

شب برات کے اعمال

۲۳ سال بعد مغربی بنگال میں قیادت کی تبدیلی

کیا بھٹاچاریہ جیوتی بسو کی جگہ پر کر سکیں گے؟

آخر کار اپنے اعلان کے مطابق پارٹی اور حکومت کے دوست رہنما کے باوجود سی پی ایم کے بزرگ لیڈر اور مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر جیوتی باسو نے مغربی بنگال حکومت کی قیادت چھوڑ دینے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے جو بروقت بھی ہے اور صحیح بھی۔ ایک ماہ پہلے ممتا بنرجی نے بنگال کے کچھ اضلاع میں ہونے والے تشدد کو بنیاد بنا کر باسو حکومت برخاست کرنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ سے جیوتی باسو کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا تھا اس کے بعد ان پر پارٹی کے اندر اور باہر دونوں طرف سے دباؤ پڑنا شروع ہو گیا کہ آنے والے اسمبلی انتخابات میں وہ پارٹی کی قیادت کریں۔ اپنی صحت کی وجہ سے اور شاید بنگال کی سیاست میں آنے والی تبدیلی کی وجہ سے جیوتی باسو کو یہ منظور نہیں تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ اخلاقی طور پر غلط ہے اور سیاسی طور پر بھی مناسب نہ ہوگا کہ جس حکومت کو چلانے کی ذمہ داری وہ چھوڑنے والے ہوں اس کے لیے ووٹ مانگنے وہ لوگوں کے پاس جائیں۔ کسی کو بھی اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں تھا کہ ان کے کندھوں پر بعد میں پارٹی حکومت چلانے کی ذمہ داری ڈالی جائے۔ انتخابات سے پہلے عوام کو نئی کارکردگی دکھانے کا موقع دیا جانا چاہئے۔

جیوتی باسو کے اس فیصلے کا مغربی بنگال میں کمیونسٹ حکومت کے مستقبل پر کیا اثر پڑے گا یہ کہنا ابھی مشکل ہے۔ باسو کی قیادت سے گروہ کمیونسٹ حکومت کی طرح کی مخالفت میں پیش پیش رہی ہے۔ اس خدشہ کا اظہار صرف مخالف پارٹیوں کے لیڈروں نے ہی نہیں کیا ہے بلکہ بنگال کی محاذی حکومت میں شامل حلیف پارٹیوں کے لیڈروں نے بھی کھل کر یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ جیوتی باسو کی غیر حاضری حکومت کے سامنے بحران پیدا کر سکتی ہے۔ ان کی فکر حکومت کی کارکردگی کے بارے میں اتنی نہیں ہے جتنی کمیونسٹ محاذ کی ایکتا کے بارے میں ہے۔ کمیونسٹ محاذ میں شامل بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی، فارورڈ بلاک، ریوولیوشنری سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر تو مارکسوادی کمیونسٹ پارٹی پر یہ الزامات لگاتے ہی رہتے ہیں کہ اپنی تعداد کے غرور کی وجہ سے وہ ساتھی پارٹیوں کے مفادات کو نظر انداز کرتی رہی ہے۔ انھوں نے یہ اس لیے بھی لگایا ہے کہ حکومت چلانے میں بھی ان کے وزیروں سے تعاون نہیں لیا جاتا۔ پھر بھی یہ جیوتی باسو کی قیادت کی صلاحیت تھی کہ تمام تر شکایات اور الزامات کے باوجود وہ محاذ کو کامیابی کے ساتھ چلاتے رہے۔

محاذ کی حکومت چلانے کی اسی صلاحیت کی وجہ سے جیوتی باسو کا مقابلہ کئی لوگوں نے اٹل بہاری باجپئی سے کیا ہے۔ اس موازنہ کو یہاں تک بڑھایا گیا کہ باجپئی کی طرح باسو نے بھی اپنی پارٹی کو اعتدال کے راستے پر چلایا۔ ان کے عہدے چھوڑنے کے اعلان کے بعد جس طرح سومناتھ چٹرجی نے پارلیمانی پارٹی کے لیڈر کے عہدے سے ہٹنے کی خواہش ظاہر کی تھی اس سے یہ بات صحیح بھی ثابت ہوتی ہے۔ سومناتھ چٹرجی کو مختلف حلقوں کے قریبی [illegible] کے روپ میں دیکھا جاتا رہا ہے اور جیوتی باسو کے زمانے میں ان کے لیے اپنے عہدہ پر برقرار رہنا جتنا زیادہ آسان تھا اتنا شاید بعد میں نہ ہو۔ پھر بھی اٹل بہاری کی باسو کا مقابلہ کرنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ جیوتی باسو کو جواہر لال نہرو کے سیاسی [illegible] مناسب ہوگا۔ وہ ایک طرح سے جواہر لال نہرو کے ماڈل ایڈیشن کی طرح ہی ہیں۔

جواہر لال نہرو کی طرح جیوتی باسو بھی ولایت میں پڑھ کر وکالت کی ڈگری لے کر آئے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں انھوں نے کمیونسٹ تحریک میں ایک جونیئر لیڈر کے طور پر عہدہ [illegible] شروع کیا۔ [illegible] زمانے کے متوسط طبقے کے ایک رومانی پڑھے لکھے شخص کی طرح اپنے نظریہ کے لیے وقف تھے۔ نظریات سے باہر کی دنیا کو [illegible] حالات [illegible] اپنے مزاج سے وہ ایک اعلیٰ خاندان کے متمول اور جدید نظریات والے شخص ہیں لیکن دونوں میں ایک فرق بھی تھا۔ نہرو جی کے پاس ہندوستان کو جدید بنانے کے لیے ایک خواب تھا جبکہ جیوتی باسو کے فلسفہ اور حکومت میں بنگال کے لیے ایسی کسی کوشش کا اشارہ نہیں ملتا۔

پھر بھی جیوتی باسو نے ۲۳ سال تک بنگال جیسی سیاسی سرگرمیوں سے بھری ہوئی ریاست میں حکومت کی اور اس پورے دور میں ان کو کوئی چیلنج نہیں رہا۔ [illegible] ان کی قیادت کی کامیابی ہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ [illegible] حکومت کرنے کے بعد بھی جیوتی باسو بنگال کی پارٹی کے پاس گنانے کے لائق کوئی خاص حصولیابی نہیں ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ دو دہائی سے بھی زیادہ چلنے والی اس کمیونسٹ حکومت کے دوران بنگال نے ملک کی دوسری ریاستوں کے مقابلے کوئی زیادہ ترقی کی ہے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دوران بنگال کے لوگ سماجی اور معاشی انصاف میں اوروں سے زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں۔

اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ جس طرح کی معاشی تبدیلیوں کی بات مارکسوادی کرتے ہیں وہ ایک حد تک ہندوستان میں پہلے ہی اس وقت بنگال میں ہو چکی تھی جب مارکسوادیوں نے اقتدار سنبھالا تھا۔ ملک کے دوسرے علاقوں کی طرح یہاں بھی خاتمہ زمینداری کے قانون بن چکے تھے اور ان پر کامیابی کے ساتھ عمل بھی ہو چکا تھا۔ [illegible] زمینداروں کی جگہ اب [illegible] کسان بن گئے تھے اور ان کی زمین چھینے اور بے زمین کسانوں میں بانٹنے کا [illegible] مارکسیوں کو ضرورت نہیں تھی۔ اس طرح سے کانگریس نے ایک طویل سفر طے کر لیا تھا۔ مارکسی صرف طور پر اس حد تک [illegible] کانگریس کے بل پر اور شہری متوسط طبقے کی توقعات کو سمجھ کر آیا کہ [illegible] میں جس طرح کی توقعات اور امیدیں ان کی تھیں وہ تو ریاست کو [illegible] رخ کی طرف [illegible] رہی ہیں۔

اس طرح جیوتی باسو کی کامیابی اگر کہی جا سکتی ہے تو صرف یہ کہ انھوں نے صورت حال کو بحران کا شکار ہونے سے [illegible] میں کامیابی حاصل کر لی۔ بنگال میں کسی انقلابی تبدیلی کا شرف ان کو دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انھوں نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ [illegible] ان کی سب سے بڑی حصولیابی یہ ہے کہ انھوں نے بنگال میں ۲۳ سال کا [illegible] حکومت چلائی اس کے علاوہ انھوں نے پنچایتی اداروں کے باقاعدہ انتخابات کو بھی اپنی کامیابی قرار دیا ہے لیکن یہ ان کی حکومت کی جمہوری حصولیابی نہیں ہے جیسا کہ انھوں نے دعویٰ کیا ہے ان اداروں کے ساتھ انھوں نے ریاست کے نظام کو گاؤں تک پھیلا دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کا مارکسی کرن بھی کر دیا ہے یہاں تک کہ تعلیم کا بھی اسکولوں سے لے کر اعلیٰ تعلیمی اداروں تک بڑے منظم انداز میں کیمونسٹوں کا قبضہ کروا دیا گیا۔

اب طویل دور حکومت کی وجہ سے جیوتی باسو کا نام یقیناً تاریخ میں لکھے جانے کے لائق ہے اور لکھا بھی جائے گا لیکن ان کو ایک عظیم کمیونسٹ رہنما کی حیثیت سے شاید ہی یاد کیا جائے [illegible] حیثیت باسو سے کہیں آگے رہی ہے۔ [illegible] اس کی وجہ سے بنگال میں [illegible] تمام ستیوں میں بنگال دوسری ریاستوں سے بہت پیچھے چلا گیا ہے۔ [illegible] مغربی بنگال میں [illegible] نظر آتی ہے۔

> **جیوتی بسو نے ریاست کے نظام کو گاؤں کی سطح تک پھیلا تو دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کا مارکسی کرن بھی کر دیا ہے یہاں تک کہ تعلیم کا بھی اسکولوں سے لیکر اعلیٰ تعلیمی اداروں تک بڑے منظم انداز میں کیمونسٹوں کا قبضہ کروا دیا گیا۔**

علالت کی وجہ سے عہدہ چھوڑا

بنگال کے کارگزار سابق وزیر اعلیٰ مسٹر جیوتی باسو نے ترنمول کانگریس کی لیڈر ممتا بنرجی کو جھوٹ بولنے والی ایک خاتون قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ میرے وزیر اعلیٰ کے عہدے سے ہٹنے کے متعلق جھوٹی باتیں کہہ کر وہ لوگوں کو گمراہ کر رہی ہیں جبکہ سبھی جانتے ہیں کہ میں مسلسل بیمار رہا ہوں اور علالت کی وجہ سے ہی میں نے وزیر اعلیٰ کا عہدہ چھوڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جھوٹ بولنے کی بھی ایک حد ہوتی ہے لیکن ممتا بنرجی نے اس کو پار کر لیا ہے ورنہ وہ مجھ پر انتخابات سے بھاگنے کا الزام نہ لگاتیں۔ ممتا بنرجی گھٹیا درجہ کی سیاست کرتی ہیں۔ معلوم ہو کہ جیوتی باسو کے وزیر اعلیٰ کے عہدے سے ہٹ جانے کے اعلان پر اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے ممتا بنرجی نے کہا تھا کہ اگلے سال ریاست میں ہونے والے اسمبلی انتخابات میں اپنی شکست یقینی سمجھ کر ہی جیوتی باسو وزیر اعلیٰ کے عہدے سے مستعفی ہوئے ہیں۔ ممتا نے یہ بھی کہا تھا کہ بنگال کے عوام باسو کے ۲۳ سال کی بری حکومت اور بد عنوانی کے خلاف انصاف کا مطالبہ ضرور کریں گے۔ ۸۶ سالہ جیوتی باسو نے بنگلہ میں کہا تھا کہ اگر میں تندرست رہتا تو یقیناً وزیر اعلیٰ بنا رہتا۔ انھوں نے کہا کہ بنگال میں میرے سیاسی جانشین بدھا دیب بھٹاچاریہ وزارت علیا کی کرسی پر بیٹھ کر بہتر طور پر حکومت چلائیں گے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ میرے عہدہ چھوڑنے کو لے کر جو چرچا ہو رہا ہے وہ سب غلط ہے۔ مسٹر باسو نے مزید کہا کہ بی جے پی قیادت والی این ڈی اے حکومت کی پالیسیوں سے ملک کے اتحاد اور یکجہتی کو زبردست خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس لیے جتنی جلدی اس حکومت کو ہٹایا جائے اتنا ہی ملک کے لیے بہتر ہے۔ انھوں نے کہا کہ بی جے پی حکومت کو اقتدار سے ہٹانے کے لیے تیسرے محاذ کی تشکیل ضروری ہو گئی ہے۔

مسٹر جیوتی باسو نے کہا کہ میں علیل ہوں اور آپ لوگ دعا دیں کہ مجھے شفا ملے۔ تو میں یقیناً تیسرے محاذ کی قیادت سنبھالنے کو تیار ہوں۔ انھوں نے بار بار کہا کہ میں آج بھی سیاست میں ہوں اور کل بھی رہوں گا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں نے اس عہدہ کی ذمہ داری سے سبکدوشی لی ہے۔

عہدہ چھوڑنے کے بعد بھی قائم رہے گا بسو کا رتبہ

کولکاتا (ایجنسیاں) عہدے سے ہٹنے کے بعد بھی مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر جیوتی باسو کو ملنے والی ساری سرکاری مراعات پہلے کی طرح برقرار رہیں گی۔ پارٹی نہیں چاہتی کہ انھیں سرکاری مراعات سے محروم کیا جائے۔ پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک جیوتی باسو کسی طور پر بہت نہیں جاتے تب تک سالٹ لیک میں واقع اندرا بھون میں ہی رہیں گے۔ پارٹی اس بات پر بھی غور کر رہی ہے کہ ان کی حیثیت کو بنائے رکھنے کے لیے پہلے کی طرح ہی سیکورٹی انتظام کیا جائے۔

واضح ہو کہ کچھ دن پہلے ہی سرکاری طور پر اس بات کا تذکرہ شروع ہو گیا تھا کہ ریٹائر ہونے کے بعد جیوتی باسو کہاں رہیں گے۔ [illegible] عہدے سے ہٹنے کے بعد جیوتی باسو اندرا بھون میں رہ سکیں گے۔ [illegible] سرکاری انتظام ہو جائے گا۔ ان کی حفاظت کے لیے پولیس کی ایک بہت بڑی جمعیت موجود رہے گی۔ ۱۹۹۰ء [illegible] کے سرکاری [illegible] میں جیوتی باسو کو [illegible] اس ریاستی دفتر میں نئے وزیر اعلیٰ بدھا دیب بھٹاچاریہ کی تاجپوشی عمل میں آئی۔ [illegible] جیوتی باسو کا [illegible] گورنر [illegible] جس کو منظور کرتے ہوئے انھوں نے باسو سے اگلے وزیر اعلیٰ کی تقرری تک عہدے پر کام کرتے رہنے کو کہا ہے۔

بھاگلپور میں اصلاح معاشرہ عشرہ پروگرام

[illegible]

اصلاح معاشرہ کمیٹی چمپانگر کی جانب سے راحتی اشیاء کی تقسیم

[illegible]

بقیہ: سیاسی مجبوری

[illegible]

اصلاح معاشرہ پروگرام

[illegible]

شرعی فیصلہ کمیٹی ضلع کریم نگر (آندھرا پردیش) کا اجلاس

[illegible]

ادارہ مباحث فقہیہ کا اجتماع اختتام پذیر

[illegible]

مولانا حکیم محمد عثمان صاحب تجاروی پر فرقہ پرستوں نے ناجائز مقدمہ کرکے جیل بھجوادیا

[illegible]

مدرسہ نورالاسلام رایب کا میں عظیم الشان اصلاح معاشرہ پروگرام

[illegible]

سانحۂ ارتحال

[illegible]

سانحۂ ارتحال

[illegible]

بقیہ: اورنگ زیب ... صفحہ ۵ سے

[illegible]

بقیہ: دوہرا رول صفحہ ۱ سے

[illegible]

بقیہ: رشوت کیس صفحہ ۱ سے

[illegible]

بقیہ: ... صفحہ ۱ سے

[illegible]

بقیہ: قتل عام صفحہ ۱ سے

اس وقت مشرق وسطیٰ میں نہتے اور بے قصور فلسطینیوں کو اسرائیل کے فوجی درندہ صفت گولیوں سے بھون رہے ہیں مگر ہندوستان ہے کہ خاموش تماشائی بنا ہوا ہے جبکہ ہندوستان سمیت دنیا بھر کے انصاف اور جمہوریت پسند عوام فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر اس اسرائیلی ظلم و تشدد کے خلاف ہندوستان خاموش کیوں ہے؟ کیا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ امریکہ کہیں اپنے ان پالتوؤں سے ناراض نہ ہو جائے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہماری حکومت اپنی اس ناپاک روش سے باز آجائے۔ اسرائیل اپنی تمام درندگیوں کے باوجود فلسطینیوں کے جذبۂ حریت کو کچلنے میں ناکام ہے۔ فسطائی عناصر ہندوستان میں بھی مسلمانوں کو ختم کرنے کے اپنے تمام ہتھیار آزما چکے ہیں۔ اس لئے جتنی جلدی ہماری حکومت اسرائیل نوازی سے باز آجائے اتنا ہی اس کے لئے بہتر ہوگا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ تاریخ کا کوڑے دان بہت وسیع ہے۔ □□

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 6/7 November 2000
10-16 NOV 2000
R. N. I. NO. - 38985/82
Postal Registration No. - DL - 11032/2000

منظر پس منظر

منصور علی خان کا رخانہ

پہلا حملہ • فاشسٹ ہندو اسٹیٹ • عملی اقدام کی ضرورت

پہلا حملہ

[illegible]

فاشسٹ ہندو اسٹیٹ

[illegible]

عملی اقدام کی ضرورت

[illegible]

جھارکھنڈ ریاست کا قیام بی جے پی کی سیاسی مجبوری

[illegible]

آثار قدیمہ کی مساجد میں داخلے پر ٹکٹ لگانا جذبۂ عبادت کی توہین ہے

اور یہ اقدام آئین کے دیئے حق آزادی کی خلاف ورزی ہے

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ کا وزیر سیاحت و ثقافت کے نام مکتوب

[illegible]

خریدار حضرات متوجہ ہوں

جن خریداران کی فرنٹ سلامہ
باقی ہے ان کو بذریعہ وی پی روانہ کرا
جا چکا ہے حسب ضابطہ آپ کو مطلع
کیا جاتا ہے کہ جن خریداروں نے
ہر قسم بقایا ہے وہ

۳۰ نومبر ۲۰۰۰ء

تک زر خرید ارسال کر دیں بصورت
دیگر ان کا اخبار بند کیا جائے گا۔
منیجر

ہفت روزہ الجمعیۃ
ناشر : مولانا اسعد مدنی
مدیر : محمد حنیف
ملکیت : جمعیۃ ٹرسٹ
مقام اشاعت : مدنی ہال
۱ بہادر شاہ ظفر
مارگ، نئی دہلی ۲
مطبوعہ : A.B.C. آفسیٹ
8712 روشن آرا روڈ
سبزی منڈی دہلی ۷